فہرست مضامین

مدینۃ المسیح (علیہ السلام)

۴-۵ اکتوبر کی درمیانی رات کو حافظ جمال احمد و نظام جان صاحبان نے بوقت نصف شب ایک ڈوبتی ہوئی عورت کو ڈھاب سے نکالا۔ انھوں نے سونے کی حالت میں اسکے غوطے کھانے کی آواز سنکر سمجھا۔ کہ شاید مدرسہ احمدیہ کا کوئی لڑکا ڈھاب میں گر پڑا ہے۔ لیکن نکالنے پر معلوم ہوا۔ کہ عورت ہے۔ اسی وقت اسے پولیسمین کے سپرد کر دیا گیا۔ صبح کو معلوم ہوا۔ کہ فاتر العقل ہے۔ اور کسی دوسرے گاؤں کی ہے +

خدا کی شان جسکو بچانا چاہے اسکے لئے ہزار سامان پیدا ہو جاتے ہیں۔ کہاں رات کا وقت اور اتنی دیر اس کا ڈھاب میں پڑے رہنا۔ اور کہاں صحیح و سلامت نکل آنا +

جناب حافظ روشن علی صاحب و میر قاسم علی صاحب ہم

اخبار احمدیہ

بوشہر ملک ایران میں تبلیغ احمدیت

جناب فضل الدین صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ لکھتے ہیں کہ ایک شریف ایرانی ایک ہی مکان میں عاجز ان کے ساتھ رہتا ہے۔ یہ مہذب (با تہذیب نفس) انسان نوجوان پانچ غیر ملکی زبانیں سمجھ سکتا ہے۔ انگریزی میں اچھی لیاقت رکھتا ہے۔ اس سے ذرا کم عربی میں۔ فرانسیسی اور ترکی میں بھی گذارہ کے موافق دستگاہ رکھتا ہے۔ اردو گفتگو اگر آسان اور سادہ ہو تو سمجھ سکتا ہے۔ لیکن بول نہیں سکتا۔ البتہ اردو سیکھنے میں کوشاں ہے۔ اور اس کا کامیاب ہونا ممکن ہے کیونکہ آدمی خاصہ بلکہ اچھا ذہین ہے۔ یہ شخص حکومت ایران

کی طرف سے عماد الملک کے لقب (خطاب سے) ملقب ہے۔ اس پریشان زمانہ سے پہلے ٹریژری آفس میں دو صد (۲۰۰) روپیہ ماہوار کے ایک خاص ذمہ داری والے عہدہ پر ممتاز تھا۔ اسوقت اسکا ایک بلٹن میں اڈیٹر ہے۔ اور اسی ذریعہ سے اس زمانہ میں گذارہ اور اوقات بسری کر رہا ہے۔ خاص طہران دار الحکومت ایران کا باشندہ ہے۔ اس کا نام عماد الملک مرزا عبد اللہ خاں (طہرانی) ہے۔ قریباً ایک ماہ سے اسکے ساتھ احمدیت کے متعلق گفتگو شروع ہے۔ اسکے عقائد مذہبی کی ہو بہو وہی حالت ہے۔ جو پنجابی شہری غیر احمدی گریجوایٹوں کی عموماً ہوا کرتی ہے۔ فدوی نے اپنی لیاقت کے مطابق اسکے بہت سے اعتراضات کا احمدیت اور صرف احمدیت کی برکت سے جواب دیا ہے۔ اور دیتا رہتا ہے۔ ۲ ستمبر ۱۹۱۶ء تک تو اس کا ہر ایک اعتراض مخالفت کا رنگ اپنے اندر رکھتا تھا اسکے بعد اب اس کا ہر ایک اعتراض بطور استفسار اور

فہمید مسلہ کے ہوتا ہے۔ مسیح ناصری کے زندہ آسمان پر بود و باش رکھنے کے مسلہ کو یہ اب تمسخر سمجھتا ہے۔ یکم ستمبر ۱۹۱۶ء کو اس نے بعض باتوں سے موثر ہو کر استخارہ کرنے کا اقرار کیا۔ اور دو تاریخ کو چالیس روز تک جاری رکھنے کا وعدہ۔ استخارہ شروع کرنے کے دوسرے تیسرے روز اس نے جو خواب دیکھا وہ خواب اپنی قلم سے لکھ کر بغرض تعبیر اس شخص نے حضرت اقدس کی خدمت میں ارسال کیا ہے۔ (یہ خط دوسری جگہ درج ہے)

اخی المکرم جناب ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب نے حضرت کے فرمان اور ارادہ مقدسہ سے مطلع فرمایا ہے۔ کہ کتاب مقدس تحفۃ الملوک فارسی میں ترجمہ ہو چکی ہے۔ اسکی اشاعت ایران میں مفید ہوگی۔ ہذا کل بروز جمعہ جمعدار غلام حسین صاحب سے کتاب مقدس مذکور کی چھپوائی کے اخراجات پر گفتگو کی گئی۔ اور یہ قرار پایا کہ ایکسو ۱۰۰ روپیہ جمع کر کے حضور کی خدمت میں ارسال کیا جاوے۔ جمعدار صاحب۔ سید ڈاکٹر صاحب اور عاجز احقر بجناب فی کس پچیس ۲۵ روپے۔ اور باقی احمدی احباب جو یہاں پر ہیں حسب توفیق جو کچھ مہربانی فرماویں۔ اگر پچیس روپے پورے نہ کر سکیں۔ تو بقیہ رقم بھی ہم تینوں بحصہ برابر ادا کریں۔ حضور کے ایران میں رہنے والے غلام مولا کو یقین ہے۔ کہ اس طریقہ تبلیغ میں پورے طور پر کامیاب ہو جائینگے۔ انشاء اللہ تعالے (مولا کریم کے فضل اور حضور کی دعا سے)

مرزا عبد اللہ خان صاحب ایرانی کے خط کا اقتباس

میں یہاں ڈاکٹر فضل حق صاحب کے ساتھ رہتا ہوں انکے بیانات سے میں سلسلہ احمدیہ کی باتوں سے بہت مستفیض ہوا ہوں۔ میں نے حضرت اقدس کی تصانیف دیکھی ہیں۔ بہت عمدہ اور با اثر کلام ہے۔ (حضرت مسیح موعود کی تصانیف اور عبارت اور مضمون کی بہت تعریف کی ہے) میں نے چند روز ہوئے حضرت اقدس کو خواب میں دیکھا ہے کہ نماز پڑھ رہے ہیں۔ اور کمال عجز و انکسار سے اللہ تعالے کی عبادت میں مشغول ہیں۔ صبح کو میں نے یہ خواب ڈاکٹر صاحب سے بیان کی۔ اور میرا حسن اعتقاد اور زیادہ ہو گیا۔ چالیس روز تک استخارہ کی نیت کی ہے۔ امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی توفیق میرے موافق ہو۔

بصرہ

سے مرزا برکت علی صاحب نے حسب ذیل رپورٹ ارسال کی ہے۔ کچھ عرصہ دو ماہ سے حسب ذیل واقعات پیش آئے ہیں:-

(۱) جماعت کا باقاعدہ انتظام جمعہ یکجا کرنے کی کوشش جاری رکھی۔ اب تک جمعہ با جماعت ادا ہوتا رہا ہے۔ گذشتہ جمعہ ایک نئے کیمپ میں حنفی مسجد میں ادا کیا گیا۔ بابو عبد الرحیم صاحب نے خطبہ جمعہ میں تبلیغ احمدیت میں عمدہ وعظ بیان کیا۔ کچھ غیر احمدی بھی شامل جمعہ ہوئے آخر میں حنفی فرقہ کے امام سے گفتگو ہوئی۔ امام موصوف کو تبلیغ حق پہونچادی گئی۔

(۲) مختلف مقامات میں مختلف مسائل پر گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا۔ شب و روز اس کام میں مصروف ہیں۔ کل جماعت میں ایک شوق پیدا ہو گیا ہے۔ آپس میں جول اور دعوت وغیرہ سے ملاقات جاری رہتی ہے۔

(۳) ایک خط بابو عبد الرحیم صاحب نے ایک شیعہ بزرگ کے نام لکھنا شروع کر رکھا ہے۔ جسمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چار پرند پکڑنے اور ہلانے اور پہاڑوں پر پھینکنے اور بلانے کی تشریح درج ہے۔ اور جسکی بنیاد مباحثہ فریقین گذشتہ ہے۔

(۴) تبلیغ مختلف مقامات میں ہوئی ہے۔ مگر ابھی تک عام طور پر پنجابی اور ہندوستانی لوگ ہی سن سکتے ہیں اہل عرب کیلئے کوشش جاری ہے۔ عربی بول چال کی ایک کتاب پڑھنی شروع کی ہے۔ امید ہے کہ جلدی مشق ہو جائیگی۔ دعا فرماویں۔ بصرہ اور عشر میں فارسی اشتہار متعلق مسیح موعود کی پیشگوئیاں تقسیم کا انتظام انشاء اللہ کرینگے۔ اشتہار موجود ہیں۔ موقعہ کا انتظار ہے۔ اسکے علاوہ سیر و تفریح میں موقع اور محل کے لحاظ سے سلسلہ تبلیغ جاری رہتا ہے۔ اللہ تعالے نے خود بخود دل میں سلسلہ کا ایک جوش پیدا کر رکھا ہے۔ بابو عبد الرحیم صاحب کے دل میں جسقدر محبت سلسلہ میں نے دیکھی ہے۔ اور جسقدر جوش تبلیغ میں نے پایا ہے وہ قابل رشک ہے۔

کوئی صاحب پتہ دین

اخویم محمد صدیق صاحب احمدی ہاسپٹل ڈیلر متصل عدالت کیمپ میرٹھ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص مسمی بابو غلام فرید صاحب رونگروٹ آفس بنگلہ جناب ہیڈ و صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ پولیس میں قیام رکھتے تھے۔ انکو ۱۹ مارچ ۱۹۱۶ء کو بوعدہ پندرہ یوم مبلغ [illegible] روپے ایک شخص سے وسگر [illegible] لیکر محض احمدی جانکر قرض دیدئے تھے۔ جنمیں سے وہ [illegible] روپیہ واپس کر کے اب خاموش اور روپوش ہیں۔ خدا کرے یہ مضمون انکی نظر سے بھی گذرے۔ اور وہ شرماکر باقی [illegible] روپے بھی بھیجدیں۔

ہوش کرو

شاہ پور کنڈی سے بابو غلام محمد صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ایک کنسٹبل پولیس کی نسبت سنا گیا ہے۔ کہ اسکو کوئی احمدی اس شرط پر اپنی لڑکی دینے کو تیار ہے کہ وہ احمدی ہو جاوے۔ اور اس کنسٹبل کا ارادہ ہے کہ احمدی ہو کر لڑکی کا نکاح لے۔ اور پھر مرتد ہو جائے ایسے احمدیوں کی نسبت نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ باوجود اسکے کہ بارہا شائع کیا جا چکا ہے۔ کہ یہ صورت نکاح کی ناجائز ہے۔ اور حضرت [illegible] سخت ناپسند کرتے ہیں۔ مگر وہ لوگ کچھ کم ہی توجہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسی حرکت کرنے والے جو خمیازہ اٹھاتے ہیں۔ اسکی بہت سی نظیریں بھی انکے سامنے موجود ہیں۔ خدا تعالے ایسے احمدیوں کی ایمانی کمزوری کو دور فرماوے۔ اور انہیں ہوش میں آنے کی توفیق دے۔

درخواست دعا

موضع ٹھکریاں سے میاں اللہ دین صاحب اپنی چھوٹی لڑکی کے لئے جو بیمار ہے احباب سے دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ خدا تعالے مریضہ کو صحت کامل عطا فرمائے۔

(۲) مولانا مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بحالت بیماری یہاں قادیان میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔ احباب انکی صحت کے لئے دعا فرماویں۔

نماز جنازہ

لالہ موسی سے جناب حکیم محمد قاسم صاحب اپنے اکلوتے بیٹے محمد اسلم کے وفات پا جانے کی اطلاع دیتے ہیں۔ خدا تعالے انکو صبر جمیل عطا فرماوے۔ احباب مرحوم کا جنازہ غائب پڑھیں۔ اور حکیم صاحب کیلئے نعم البدل عطا ہونے کی دعا فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم + نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۷ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۶ء

عید اضحی کی آمد

آج سے کچھ دن تک بعد ایک ایسا عظیم الشان دن آنیوالا ہے۔ جو قربانی کا دن کہلاتا اور ایک بہت بڑی یادگار کو تازہ کرنے کا موجب ہو کر ہر ایک مومن اور مسلم کو حقیقی قربانی کا سبق پڑھاتا ہے +

دنیا میں قربانی کے کئی قسم کے نظارے دیکھنے میں آتے ہیں۔ کوئی اپنے ملک کے لئے قربانی کرتا ہے تو کوئی اپنی عزت کے لئے اور کوئی اپنے وقار کے لئے تو کوئی اپنے جاہ وحشم کے لئے۔ کوئی اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کے لئے کوئی اپنے محسن اور مربی کے لئے تو کوئی اپنے مرشد اور پیشوا کے لئے یہ نظارے اس بات کا ثبوت ہیں کہ سب سے محبوب اور عزیز چیز کے مقابلہ میں انسان باقی تمام چیزوں کو چھوڑ سکتا ہے اسلام نے اسی جذبہ کو خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے مخصوص طور پر ثابت کرنے کے لئے یہ قربانی کا دن مقرر کیا ہے۔ ایک مومن کے لئے خدا تعالیٰ سے بڑھ کر اور کوئی چیز محبوب نہیں ہو سکتی بس اگر اہل دنیا دنیا کی ناپائدار اور فانی چیزوں سے اسقدر محبت اور الفت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ کہ ان کے لئے ہر ایک چیز قربان کر دیتے ہیں۔ تو پھر کیا ایک مسلمان خدا تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے میں پس وپیش کر سکتا ہے ہرگز نہیں آنیوالا دن اسی بات کی یادگار ہے کہ مومن کو خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی کرنے میں بھی تردد نہیں ہوتا +

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ عظیم الشان انسان ہیں جو خدا تعالےٰ کے خاص مقرب بندوں میں سے ہیں اور جنھیں بہت سے انبیاء کے جد امجد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپکو خدا تعالےٰ نے رؤیا میں یہ نظارہ دکھایا۔ کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو۔ آپ اس کے لئے تیار ہو گئے۔ اور قریب تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر دیتے۔ کہ خدا تعالےٰ کیطرف سے قد صدقت الرؤیا (تو نے اپنی رویا پوری کر دی) کی آواز آگئی +

خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق کا یہ جذبہ جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے پیارے بیٹے کے گلے پر چھری رکھنے پر آمادہ کر دیا۔ (گو خدا تعالیٰ کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ حضرت ابراہیم سے اپنے بیٹے کو ذبح کرائے۔ بلکہ اس رسم کا قلع قمع کرانا تھا جو بعض قومیں اپنے بیٹوں کو دیوی دیوتاؤں کے لئے قربان کر دیتی تھیں) ہمارے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں اسوقت اولاد ہوئی۔ جبکہ آپ کو اور آپکی بیوی کو بالکل ناامیدی ہو چکی تھی۔ قوٰی کمزور ہو چکے تھے۔ بڑھاپا لاحق تھا۔ اور یہ وہ حالت تھی جو ایک دنیادار کے لئے مایوسی کی حالت ہوتی ہے۔ لیکن آپنے جب رؤیا دیکھی۔ کہ میں اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو بلا کسی قسم کی لیت ولعل کے آمادہ ہو گئے۔ اور رضا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے بچے کی ذرا بھی پروا نہ کی۔ اور انھیں خیال تک نہ آیا۔ کہ میں کیا کرنے لگا ہوں اللہ اللہ کیا ہی خدا تعالیٰ کی محبت اور کیا ہی الفت ہے۔ حضرت ابراہیم نے خدا تعالیٰ کے لئے نہ صرف یہی کیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بلکہ اس سے بھی سوا جو قربانی کی وہ یہ تھی۔ کہ آپ خدا تعالےٰ کے حکم کے ماتحت حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ حضرت ہاجرہ کو ایک ایسے جنگل اور بیابان میں چھوڑا۔ جہاں نہ پانی تھا نہ دانہ۔ نہ کوئی بستی تھی نہ آبادی۔ نہ کوئی خبر گیراں تھا۔ نہ محافظ۔ ایسی جگہ ایک کم سن بچے اور عورت کو تن تنہا چھوڑ آنا کوئی معمولی بات نہیں۔ یہ آسان تھا۔ کہ حضرت ابراہیم اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح کر دیتے۔ لیکن یہ مشکل اور بہت مشکل تھا کہ وہ اسے اور اسکی ماں کو زندہ ہی ایک ایسی جگہ چھوڑ آتے جہاں زیست کا کوئی ظاہری سامان نہ تھا۔ لیکن انھوں نے خدا تعالےٰ کے حکم کو پورا کرنے کے لئے ذرا بھی دیر نہ کی۔ اور فوراً ماں بیٹے کو وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑ آئے +

اس قربانی کا جو نتیجہ نکلا۔ اس سے دنیا ناواقف نہیں کہاں وہ وقت کہ ایک چھوٹا بچہ پانی کے لئے بلبلا رہا ہے اور اسکی ماں ممتا کی ماری بے تابانہ پانی کی تلاش میں دوڑ رہی ہے۔ اور کہاں وہ وقت کہ خدا تعالےٰ نے حضرت ابراہیم کی نسل سے اسی جگہ ایک ایسی بستی بسائی۔ جسکو تمام دنیا کیلئے قبلہ قرار دیا۔ اور جہاں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسان تمام دنیا کے گوشوں سے جمع ہو کر اس جگہ کی زیارت سے بہرہ اندوز ہوتے ہیں۔ پھر کہاں وہ وقت کہ وہاں کھانے کی کسی معمولی سے معمولی چیز کا دستیاب ہونا بھی ناممکن تھا۔ لیکن کہاں وہ وقت کہ تمام دنیا کی چیزیں آل ابراہیم کے لئے میسر آئیں۔ پھر سب سے بڑھ کر اور عظیم الشان نعمت جو اس جگہ سے حاصل ہوئی۔ وہ وہ نور تھا۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود میں جلوہ افروز ہوا۔ اور ظلمت اور تاریکی سے بھری ہوئی دنیا کو بقعہ نور بنا گیا۔ یہ سب کچھ اسی قربانی کا نتیجہ تھا۔ جو حضرت ابراہیم نے کی۔ اسی قربانی کو یاد دلانے کے لئے عید اضحی کا دن خدا تعالےٰ نے مقرر فرمایا جس میں ہزارہا قربانیاں کی جاتی اور بے شمار انسان جمع ہوتے ہیں +

اسلام یہ نمونہ بتلا کر ہر ایک مومن سے قربانی چاہتا ہے۔ اور ایسی قربانی کہ خدا تعالیٰ کے مقابلہ پر ہر ایک چیز کو ترک کر دیا جائے۔ اور عزیز سے عزیز چیز کو بھی اپنے سے جدا کر کے خدا کی راہ میں لگا دیا جائے +

اس زمانہ میں لوگوں نے اپنی ناواقفیت اور دین سے بے خبری کی وجہ سے قربانی کی حقیقت صرف جانوروں کا ذبح کر دینا سمجھ رکھی ہے۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومها ولا دماؤها۔ کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری قربانیوں کا نہ تو گوشت پہنچتا ہے اور نہ لہو۔ گوشت تم خود کھا لیتے ہو اور خون مٹی میں مل جاتا ہے بلکہ (ولکن ینالہ التقوی منکم) خدا تعالیٰ کو جو چیز پہنچتی ہے وہ تمہارا تقوی ہے۔ ہر ایک مومن کو چاہیئے۔ کہ اس قربانی سے سبق حاصل کرے۔ اور وہ اس طرح کہ قربانی کے جانور کے گلے پر جب ذبح کرنے والا چھری رکھے۔ تو وہ اپنے نفس کے گلے پر چھری پھیرے۔ اور جس طرح جانور ذبح کرنے والے کے آگے سر ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی خدا تعالےٰ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے آگے ڈال دے۔ یہی وہ بات ہے جو خدا تعالیٰ ہر ایک مومن سے قربانی کرا کر اسے سکھانی چاہتا ہے +

اس زمانہ میں خدا تعالےٰ کے لئے ہر قسم کی قربانی کا جذبہ عنقا ہو چکا تھا۔ اس لئے خدا تعالےٰ نے اپنے ایک برگزیدہ انسان حضرت مسیح موعود کے ذریعہ اسے پیدا کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے آکر بیعت کرنے والے ہر ایک ماننے والے سے یہ اقرار کرایا کہ **"میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔"** یعنی خدا تعالےٰ کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی پیاری سے پیاری چیز بھی مجھے اپنی طرف مائل نہ کر سکے گی۔ اگر خدا تعالےٰ کی راہ میں مال خرچ کرنا پڑے گا۔ تو اپنی دنیاوی ضرورتوں کو پس پشت ڈال کر بے دریغ خرچ کروں گا۔ اگر خدا کے لئے اپنے آرام و آسایش کو قربان کرنا پڑے گا تو بڑی خوشی سے کروں گا۔ اگر خدا کیلئے اپنے عزیزوں۔ رشتہ داروں۔ وطن جائداد کو چھوڑنا پڑے گا۔ تو چھوڑ دوں گا۔ پس مبارک ہے وہ انسان جو اپنے اس عہد کو عملی رنگ میں پورا کر کے دکھاتا ہے۔ اور قابل افسوس ہے وہ شخص جو اس کے ایفا کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی اور سستی برتتا ہے۔ یہ آنے والا دن جو خدا کی راہ میں ایک عظیم الشان قربانی کرنے کی یادگار ہے۔ اسدن ہر ایک احمدی کو چاہیئے کہ اپنی طاقت اور ہمت کے مطابق جہاں وہ کسی جانور کو قربان کرے۔ وہاں کوئی ایسی قربانی بھی کرے۔ جو خاص شان رکھتی ہو۔ اور جو اس کے تقوےٰ و طہارت کا عملی ثبوت ہو۔ تا کہ اس کو ان برکات سے حصہ ملے جو ابراہیمی قربانی کے عوض میں حضرت ابراہیم کی نسل کو ملی تھیں +

جنگ یورپ کی وسعت

موجودہ عظیم الشان محاربہ نے جسقدر وسعت اور فراخی اختیار کی ہے۔ وہ ہر ایک انسان کو حیرت میں ڈالنے کا موجب ہو رہی ہے۔ اور ابھی نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس بلائے بے درمان کا دست ستم اور کہاں کہاں تک دراز ہوگا۔ اس وقت تک پندرہ سلطنتیں اس جنگ میں حصہ لے رہی ہیں۔ جن میں گیارہ ایک طرف ہیں۔ اور چار دوسری طرف۔ ان سب کے نام معہ تاریخ اعلان جنگ کے ناظرین کرام کی واقفیت کے لئے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

نام سلطنت	تاریخ اعلانِ جنگ
سرویا	۲۵۔ جولائی ۱۹۱۴ء
روس	یکم اگست ۱۹۱۴ء
بلجیم	۲۔ اگست "
فرانس	۳۔ اگست "
برطانیہ عظمیٰ	۴۔ اگست "
مانٹی نگرو	۷ اگست "
جاپان	۲۳۔ اگست "
اٹلی	مئی ۱۹۱۵ء
البانیہ	جنوری ۱۹۱۶ء
پرتگال	مارچ ۱۹۱۶ء
رومانیہ	اگست ۱۹۱۶ء

یہ متحدہ طاقتیں ہیں۔ ان کے مقابلہ میں غنیم کی مندرجہ ذیل طاقتیں لڑ رہی ہیں:۔

آسٹریا ہنگری . . .	۲۸۔ جولائی ۱۹۱۴ء
جرمنی	یکم اگست ۱۹۱۴ء
ٹرکی	نومبر ۱۹۱۴ء
بلغاریہ	اکتوبر ۱۹۱۵ء

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قریباً تمام یورپ میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔ تمام دنیا کو اس سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور جسقدر بھی جلدی ہو سکے۔ خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے +

ایام ذی الحج کے متعلق احکام

جسقدر پڑھے ہوئے آدمی ہیں وہ ضرور پڑھیں اور جنہیں پڑھنا نہیں آتا۔ انھیں سنائیں +

۱۔ جس شخص نے قربانی کرنے کا ارادہ کیا ہو۔ وہ ذی الحج مہینہ کے شروع ہونے سے لیکر قربانی کے ذبح کرنے تک نہ تو کسی قسم کی حجامت بنوائے نہ ناخن اتروائے +

۲۔ قربانی۔ بکرے۔ دنبے۔ مینڈھے۔ گائے۔ بھینس اور اونٹ کی ہو سکتی ہے +

۳۔ ان تمام مذکورہ بالا جانوروں میں قربانی کے لائق وہ جانور ہے جو کم سے کم دوندا ہو۔ اور دوندا وہ جانور ہے جسکے دودھ کے دانت جھڑ جاویں تو پھر دو دانت نکلیں +

۴۔ گائے۔ بھینس۔ اونٹ میں زیادہ سے زیادہ سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں +

۵۔ قربانی کا جانور نماز عید کے بعد ذبح کرنا چاہیئے۔ اور نماز عید کے بعد سے لیکر بارہ تاریخ کے اختتام تک ذبح کرنا سب کے نزدیک بالاتفاق جائز ہے اور بعض علماء ۱۳۔ تاریخ کی عصر تک جائز بتاتے ہیں +

۶۔ قربانی کا جانور تندرست ہو۔ لنگڑا۔ اندھا۔ کانا۔ کان کٹا سینگ ٹوٹا ہوا نہ ہو اور نہ بہت دبلا پتلا ہو +

۷۔ قصابوں کو مزدوری کے طور پر قربانی کے گوشت میں سے کچھ نہیں دینا چاہیئے +

۸۔ قربانی کا گوشت خود بھی کھائے۔ دوستوں رشتہ داروں کے علاوہ مساکین کو بھی کھلاوے +

۹۔ نویں تاریخ یعنی یوم عید کے ایک دن روزہ رکھنا بہت بڑے ثواب اور کفارہ کا موجب ہے +

۱۰۔ نویں تاریخ صبح سے لیکر تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر نماز کے بعد اکثر موقع پر بدیں الفاظ اونچی آواز سے تکبیر کہنی چاہیئے اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ وللہ الحمد +

نوٹ۔ قربانی میں نر اور خصی دونوں یکساں ہیں دونوں کی قربانی ہو سکتی ہے + **نوٹ** تمام کھالیں یا انکی قیمت صدر انجمن احمدیہ قادیان کے دفتر میں آنی چاہئیں +

حیرت انگیز واقعہ

ہمیں یہ خبر سنکر بہت ہی تعجب اور حیرانی ہوئی۔ کہ ڈاکٹر ایس کے ملک بنگالی جو اس کار جوانمردی میں مشغول ہیں کہ بنگالی جو سیاسی بے اعتدالیوں کی وجہ سے بدنام ہو چکے ہیں۔ انکی فوج بھرتی کی جائے۔ تا کہ وہ اپنے شہنشاہ معظم کیلئے اپنی جانیں قربان کر کے اس داغ بدنامی کو مٹا دیں۔ جس نے انکی وفاداری اور عقیدت شعاری کو جسے بعض شوریدہ سروں کی شرارتوں نے بدنما بنا رکھا ہے۔ چنانچہ ڈاکٹر صاحب موصوف اسوقت تک ایک ڈبل کمپنی بنگالی نوجوانوں کی تیار کر کے اس کے دو دستے نوشہرہ چھاؤنی میں بھیج بھی چکے ہیں۔ جنمیں اکثر تعلیم یافتہ اور ایک ایم اے پاس ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اس کام کے آنریری سکرٹری ہیں۔ یہ ایک بہت مبارک کام ہے۔ لیکن یہ خبر کیسی حیرت انگیز ہے۔ کہ ابھی ڈاکٹر صاحب کے گھر میں گذشتہ

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا اعتراف

مولوی عمادی صاحب کی زبان قلم سے

از جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری (مولوی فاضل)

(نمبر ۳)

گذشتہ دو نمبروں میں باب دوم اور سوم کے دلائل کو تو آپ دیکھ ہی چکے ہیں اب اس نمبر میں باب چہارم جس کا ہیڈنگ "کیا عربی زبان الہامی زبان ہے" کے متعلق بھی خواجہ اور حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے دلائل کا مقابلہ کر کے دیکھئے۔ تو آپ کو صاف پتہ لگ جائیگا۔ کہ یہ بھی سب کے سب حضرت اقدس ؑ کی کتاب "منن الرحمٰن" سے سرقہ کئے گئے ہیں :-

خواجہ صاحب کے دلائل

- خیال یہ کیا گیا ہے کہ جس طرح بچہ سنی ہوئی آواز کی نقل کرتا ہے۔ اسی طرح انسان اول نے کائنات میں جو آوازیں سنیں۔ انکی نقل کی۔ اور انکو بتدریج معنی دیا گیا۔ یہاں تک کہ آہستہ آہستہ زبان بنالی۔ اس میں انسان کو شیرخوار بچے سے مشابہت دیگئی ہے۔ لیکن کیا اگر شیرخوار بچے کے آگے مہمل الفاظ بولے جاویں۔ تو کیا وہ زبان کے الفاظ پر قابو پالیگا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ ایسی صورت میں یہ ممکن نہیں کہ وہ بامعنی آوازیں خودبخود نکال سکے۔ اکبر کے گونگ محل کا قصہ عام مشہور ہے۔ اگر یہ مثال بچے کی درست ہے تو پھر ثابت ہے۔ کہ انسان خود زبان نہیں بناتا۔ بلکہ بنی بنائی زبان اخذ کرتا ہے۔ اسلئے ضروری ہے کہ انسانی بچے کے آگے پہلے سے ہی بنی بنائی زبان موجود ہو۔ جسکو وہ سنے

حضرت اقدس علیہ السلام کے دلائل

لا یختلج فی قلبک ان الانسان لا یتولد ناطقاً متکلماً بل یجد ھذا الکمال متعلماً کما نشاھد بالحق والیقین فان ھذا الایراد علیک لا لنا فاصلح حالک ولا تفعل بالک کالنائمین فانک اذا قبلت ان النطق لا یحصل الا بالتعلیم فلزمک ان تقبل ان البشر الاول ما فھم الا بالتفھیم فاقررت بما انکرت ان کنت من المتفکرین وقد جرّب الناس وتظاھر الخبرۃ والقیاس ان الاطفال المتروکین لو یترکون غیر متعلمین ولا یعلمھم لسانھم احد من العالمین فلا یقدرون علی النطق ولا یجیبون الناطقین بل یبقون کبکم صامتین۔

(ترجمہ) تیرے دل میں یہ خیال نہ گذرے کہ انسان تو بولنے والا پیدا نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ یہ کمال اسکو سیکھنے سے ملتا ہے جیسا کہ

خواجہ صاحب کے دلائل ۔

اور اسکی نقل کرے ؎

انسانی زبان بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ متکلم اور مخاطب میں کسی خاص مفہوم کی تفہیم پہلے سے موجود ہو

اگر ہم اس طریق پر غور کریں جسطرح ہماری قوتیں نشو و نما پاتی ہیں۔ تو پھر بھی ہم اس نتیجہ پر آجاتے ہیں کہ قوت تکلم اور قوت سمع کا جہاں تک تعلق زبان اور اسکی ساخت سے ہے۔ اس میں بھی یہی ضروری ہے کہ ان قوتوں کو نشو و نما دینے کے لئے پہلے سے ہی ایک ذخیرہ موجود ہو۔

مطلب خواجہ صاحب کا یہ ہے۔ کہ جس طرح ہر ایک عضو اور قوت کو کام

حضرت اقدس علیہ السلام کے دلائل ۔

ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ اعتراض تجھ پر ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ جب تو نے یہ مان لیا کہ انسان بغیر سکھانے کے بول نہیں سکتا۔ تو اس بات کا ماننا بھی تجھ پر لازم ہوگیا کہ انسان اول بھی بغیر سمجھانے کے کچھ نہ سمجھا۔ اور بغیر سکھانے کے کچھ نہ بول سکا۔ اگر تو سوچے تو گویا تو نے خود ہی اس امر کا اعتراف کر لیا جس کا انکار کیا تھا۔ اور یہ بات لوگوں نے آزمالی ہے۔ کہ اگر بچوں کو اسی طرح چھوڑ دیا جائے۔ اور انکو انکی زبان کوئی بھی نہ سکھلائے۔ تو وہ ہرگز بولنے پر قادر نہ ہوں۔ بلکہ گونگے رہجاویں ؎

فان البیت لا یخلو من جمع الناس والجمع یحتاج الی الکلام لدفع الحوائج ولا سیّما فان المعاشرۃ موقوفۃ علی الفھم والتفھیم کما لا یخفی علی الزکی التفھیم ؎

(ترجمہ) گھر لوگوں کے مجمع سے خالی نہیں ہوتا اور مجمع حاجتوں کے دور کرنے اور آپس میں انس پیدا کرنے کے لئے کلام کا محتاج ہے کیونکہ آپس کی معاشرۃ اسبات پر موقوف ہے کہ مخاطب اور متکلم آپس میں ایک دوسرے کی بات کو سمجھتے ہوں۔ اور یہ بات ہر زکی انسان پر واضح ہے ؎

حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی دیگر نعماء کا ذکر کرتے ہوئے جو کہ انسان کو عطا ہوئی ہیں۔ قوت گویائی پر یوں استدلال کرتے ہیں۔ اور اسی استدلال کو خواجہ صاحب نے تھوڑا سا تغیر دے کر اپنی کتاب میں ان الفاظ میں درج کردیا ہے ؎۔

ونری ان الفطرۃ الانسانیۃ والجبلۃ البشریۃ قد کملت بقوی مختلفۃ وتصورات متنوعۃ وارادات متفننۃ

خواجہ صاحب کے دلائل

ہیں لانے کے لئے اس کے مناسب اشیاء پیدا کی گئی ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ قوت گویائی کے لئے پہلے سے الفاظ نہ ہوں۔ نتیجہ اس سے یہ نکلا۔ کہ زبان الہامی ہے ۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے دلائل

وحالات متفرقة وخیالات متغایرة واخلاق متلونة وجذبات متضادة ومحاورات موضوعة للاباء والنبین والاعداء والمحبین والاکابر والصاغرین ثم انضمت بها افعال تصدر من جوارح الانسان کالایدی والارجل والاعین والاذان وکذالک کلما یطلب بوسیلة هذه الاعضاء من علوم الارض والسماء وما یتعلق بها کالخادمین فلما خلق الله الانسان بهذا القوی والاستعدادات والافعال والصناعات والمقاصد والنیات اقتضت رحمته ان یکمل فطرته بعطاء نطق یساوی الحاجات ویمدّه فی جمیع الضرورات والمهمات ولا یترکه کالناقصین وکان تمشیة هذه الارادات موقوفا علیٰ لغة هی کاملة النظام فی المفردات الخ

(ترجمہ) ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی فطرت جو کمل ہوئی ہے۔ تو وہ مختلف قوٰے اور طرح طرح کے تصورات اور قسما قسم کے ارادوں اور متفرق احوال ومختلف خیالوں اور رنگا رنگ کے اخلاق اور متضاد جذبات سے مکمل ہوئی ہے۔ پھر انکے ساتھ وہ افعال بھی ہیں۔ جو انسانی جوارح سے صادر ہوتے ہیں۔ جیساکہ ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ کان وغیرہ ہے۔ اسی طرح وہ تمام علوم جو ان اعضاء سے طلب کئے جاتے ہیں۔ خواہ وہ زمین کے متعلق ہوں یا آسمان کے پس جب اللہ تعالےٰ نے انسان کو یہ قوےٰ اور یہ استعدادیں عطاء کیں۔ اور ان سب کے لئے سامان پیدا کئے۔ تو اسکی رحمت نے یہ تقاضا کیا کہ انسانی فطرت کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے نطق بھی عطاء کرے تاکہ کسی قسم کا نقص نہ رہ جائے۔ اور یہ بات ایک ایسی

خواجہ صاحب کے دلائل

زبان کے بننے کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ اول یا تو پہلا انسان فطرتاً تمام ضروری الفاظ سے واقف کیا گیا۔ اور اس کی اولاد نے وہ ذخیرہ الفاظ ورثہ میں پایا۔ دوسری یا کل قوم نے بیٹھ کر آہستہ آہستہ حسب ضرورت الفاظ تجویز کئے ہوں اور یہ بالکل بیہودہ ہے۔ پہلا طریق ہی ٹھیک ہے۔ اور وہ الہام کے بغیر نہیں ہوسکتا ۔

اگر زبان اتفاق سے بنی ہے۔ تو پھر کسی لفظ میں اپنے مفہوم کی کیفیت نہ ہوگی۔ کسی چیز کا اس اصول پر نام تجویز کرنا کہ اسم سے بذات خود موسوم کی حقیقت من وجہٍ منکشف ہو۔ یہ علم الاشیاء کی دستگاہ چاہتا ہے۔ اور بجز علیم خبیر ہستی کے ابتداء سے اس قسم کی زبان کوئی بنا نہیں سکتا۔ اور یہ سوائے عربی زبان کے کہیں نہیں پایا جاتا۔ کیونکہ اس کے اسماء کے اندر لطیف وجوہ تسمیہ ہیں۔ اور علمی حقائق ان میں بھرے ہوئے ہیں۔ ان باتوں کو دیکھ کر یہ ماننا پڑتا ہے کہ ایسے وجود کی بنائی ہوئی ہے۔ جو علیم خبیر اور حقائق اشیاء سے واقف ہے۔ اور اس لئے یہ الہامی ہے ۔

حضرت اقدس علیہ السلام کے دلائل

لغت پر موقوف تھی۔ جس کا نظام مفردات کامل ہو۔ اور وہ عربی زبان ہے۔ پس ثابت ہوا کہ عربی زبان الہامی ہے ۔

ومنها انه اوضح فی البقرة هذا الایماء وقال علّم اٰدم الاسماء فهذا التعلیم یدل علیٰ اشیاء منها انه کان معلّم الکلمات بتوسط المسمیات ونفی بالمسمیات کلما یمکن بیانه بالاشارات فعلا کان او من اسماء المخلوقات ۔

(ترجمہ) اور ان نشانوں میں سے یہ ہے۔ کہ سورہ بقرہ میں اس اشارہ کو کھول دیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہی آدم کو اسماء سکھلائے ہیں۔ پس یہ تعلیم بعض امور پر دلالت کرتی ہے انہیں سے ایک یہ ہے کہ اس نے کلمات کو مسمیات کے ذریعہ سے سکھلا دیا ہے۔ اور مسمیات سے مراد ہر ایک وہ جس کا بیان اشارات سے ممکن ہو خواہ وہ فعل ہو یا مخلوقات کے ناموں میں ہو ۔

اس مضمون پر حضرت اقدس نے بہت بسط سے بحث کی ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو ہم پوری عبارت درج کر دیتے۔ مگر اب صرف اسمیں سے انہی چند فقرات پر اکتفاء کرتے ہیں۔ جن سے خواجہ صاحب کا مفہوم ادا ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں :۔

توجد علوم کثیرة فی لغت اسمائها وتلمع اللطائف فی تراکیبها وطرق اداتها انه کان معلم حقائق الاشیاء وخواصها المکتومة المخزونة فی حیز الاختفاء بلغة عربی مبین ۔ ثم العلوم التی توجد فی مفردات اللسان العربی تشهد بالشهادة الجلیة انها لیست فعل احد من البریة وانها من خالق الاسماء والارضین

ترجمہ۔ عربی زبان کے اسماء کے اندر بہت سے علوم پائے جاتے ہیں۔ اور ان کی ترکیب اور

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دلائل	خواجہ صاحب کے دلائل
ادا کرنے کے طریقوں میں لطائف چاہئے ہیں - اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء کے حقائق اور ان کے خواص کو جو جز اختصار میں چھپے ہوئے تھے - عربی زبان میں سکھائے ہیں - پھر عربی زبان کے مفردات میں جو علوم پائے جاتے ہیں - وہ صاف طور پر اس امر کی شہادت دے رہے ہیں کہ یہ کسی مخلوقات میں سے کسی کا فعل نہیں ہے - بلکہ یہ آسمان اور زمین کے پیدا کنندہ کی طرف سے ہے ؛ پھر اس کے بعد عربی زبان کی بعض خوبیوں کا ذکر کرکے اس کے مقابل دوسری زبانوں کا اس سے بہتر ہونا ثابت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں والدلیل علیھا انھا خالیۃ عن الطرا المادۃ وغزارتھا المنتسقۃ مع فقدان وجوہ التسمیہ - (ترجمہ) دلیل اسکی یہ ہے کہ یہ زبانیں مادہ کی کثرت اور اسکی تصاریف سے بالکل خالی ہیں یعنے عربی زبان کی صرف و نحو اعلیٰ درجہ کی ہے اور یہ بات دوسری زبانوں میں نہیں پائی جاتی اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ عربی زبان میں ہر لفظ کی وجہ تسمیہ ہے - لیکن دوسری زبانوں میں یہ بات مفقود ہے ؛	عربی زبان کے الہامی ہونے کی ایک زبردست دلیل اس کی صرف و نحو ہے ؛

کیا اب اس موازنہ کے دیکھنے کے بعد مولوی عمادی صاحب اسی جرأت اور حریت کے ساتھ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب منن الرحمٰن کے دلائل پر ریویو کرنے کے لئے تیار ہونگے - جس جرأت اور حریت کے ساتھ انھوں نے خواجہ صاحب کی کتاب کے دلائل پر ریویو کیا ہے - اور کیا اب وہی تعریفی فقرات جو انھوں نے خواجہ صاحب اور انکی کتاب کے متعلق تحریر کئے ہیں - انکے حقیقی مستحق حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان میں استعمال کرنے کے لئے آمادہ ہونگے - اور کیا مولوی عمادی صاحب ہمیں اس امر کی اجازت دیتے ہیں کہ انکی مندرجہ ذیل عبارات میں خواجہ صاحب کے نام کی بجائے حضرت مرزا صاحب کا نام رکھ کر ان کی طرف یہ منسوب کردیں کہ مولوی عمادی صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں یوں تحریر فرمایا ہے :-

" جو فیصلہ ساری عمر میں ابن جنی سے نہ ہو سکا - جس کا فیصلہ کرتے میں عرب کی تیرہ سو برس کی تحقیقات کوئی معقول استدلال پیش نہ کرسکی

خدا کو منظور تھا کہ ہمارے نامور مبلغ اسلام مسیح زمان مجدد دوران حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی معارف نوازی اسکی تکمیل کرے اور اس شان سے تکمیل کرے کہ ساری علمی دنیا انگشت بدندان ہو جائے " ؛

اس امر کے ثابت ہو جانے کے بعد کہ خواجہ صاحب نے اپنی کتاب ام الالسنہ کے متعلق سارا مادہ اور تمام دلائل حضرت اقدس کی کتاب "منن الرحمٰن" سے اخذ کئے ہیں اپنی ذیل کی عبارت میں خواجہ صاحب کے نام کو حضرت اقدس کے نام سے بدلکر پبلک میں پیش کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے - اور وہ عبارت یہ ہے :-

" چوتھا کام وہی ہے جو اسوقت ہمارے زیر نظر ہے اور جس کا مفاد یہ ہے کہ عربی زبان دنیا بھر کی زبانوں کا ماخذ اور الہامی زبان ہے، یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ نہیں ہے، بلکہ فلالوجی ناقابل ابطال دلائل اس کیلئے حضرت مرزا صاحب نے فراہم کئے ہیں - اور اصل موضوع سے ہر ایک پہلو پر ایسی لطیف و دقیق و منصفانہ بحث کی ہے جس سے دنیا بھر کی بہتر سے بہتر انسانی قابلیتیں اختلاف کرنے کی جرأت نہیں کرسکتیں - اور علیٰ وجہ البصیرۃ کہہ سکتے ہیں کہ اگر ابن جنی کے ذہن میں بھی ایسے ہی علمی دلائل ہوتے تو وہ متذبذب ہرگز نہ رہتا جو کتاب الخصائص میں نظر آرہا ہے - لیکن خدا کو جب یہ بہترین الہامی کام حضرت مرزا صاحب سے لینا تھا تو ابن جنی کو اسکی توفیق کیونکر ملتی ؛

اس تیرہ سو برس کی طویل مدت میں بڑے بڑے باکمال گذرے ہیں لیکن کمال اب ظاہر ہونا تھا - اور ایک بدیع المثال کتاب "منن الرحمٰن" کی حقیقت میں ظاہر ہونا تھا "

اور کیا اب اس بات کے جان لینے کے بعد کہ خواجہ صاحب کی کتاب دراصل حضرت اقدس کی کتاب کی ہی نقل ہے کیا وہ اپنے اس فقرہ کا رخ حضرت اقدس کی کتاب کی طرف پھیرنے کے لئے تیار ہیں

" غرض کہ یہ کتاب ایسی لطیف ہے جسے خود الہامی کتاب کہہ سکتے ہیں کہ خاص موہبت الٰہی سے اسکے مضامین القا ہوئے ہیں - وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم "

اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس دعوے کی جو انہوں نے منن الرحمٰن میں عربی زبان کے الہامی اور تمام زبانوں کی ماخذ ہونے کے اثبات میں کامیاب ہو جانے پر کیا ہے - تصدیق میں انکو کوئی تامل ہو سکتا ہے - اور وہ دعویٰ یہ ہے وما کتبت من عندی ولکن المعنی ربی وایدنی فی امری - یعنی جو کچھ میں نے اس شرح میں لکھا ہے وہ میں نے اپنے پاس سے نہیں لکھا - بلکہ میرے رب نے مجھے الہام کیا ہے اور میرے اس کام میں میری تائید فرمائی ہے - پھر دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں

واللہ ما عانانی فی ھذا السبیل وما اخرجت شیئا من الزنبیل وما ذاقت کاس الکری لاجل الفحص ولا الکسری بل ذرفت کلھا من حضرۃ الکبریاء - یعنی اللہ کی قسم اس راہ میں میرے دل نے کچھ بھی تکلیف نہیں اٹھائی - اور نہ میں نے اپنی زنبیل سے کچھ نکالا ہے اور نہ میں نے نیند کے پیالوں کو چھوڑا ہے - اور نہ میں نے راتوں کے جاگنے کی تکلیف اٹھائی ہے - بلکہ یہ سب کچھ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سکھا دیا گیا ہے ؛

مجھے امید ہے کہ مولوی عمادی صاحب حقیقت حال پر واقف ہو کر خواجہ صاحب کی طرح اپنی بے تعصبی اور حریت ضمیری کا ثبوت دیں گے - اور بغیر ادنیٰ تردد کے اس بات کا اعلان کریں گے کہ یہ جو کچھ

... اس کے متعلق جو پر زور بحث خواجہ صاحب نے کی ہے - وہ سب حضرت اقدس کی کتاب سے نقل کی ہے اسی طرح اور مثالیں بھی ہیں لیکن طوالت کے خوف سے ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں - اور آخر میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتے ہوئے احمدی جماعت کو مبارکباد دیتے ہیں کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ہمارے امام جری اللہ فی حلل الانبیاء کی شان دنیا میں بلند ہو اور دشمن بھی آپکے فضل کا اقرار کرنے لگ گئے ہیں - واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ...

(۷۸۹)

انجمن ترقی اسلام کی اپیل کا جواب

مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پیٹھے اکثر احمدی احباب کی خدمت میں ایک گشتی چٹھی بھیجی تھی - اور اس میں ترقی اسلام کے فنڈ کو مضبوط کرنیکے لئے اپیل کی تھی - اور لکھا تھا کہ اسوقت اس انجمن کی زیر نگرانی جو تبلیغ کا کام ہو رہا ہے اس پر دو ہزار روپیہ ماہوار خرچ ہے جسکے لئے فوری اور مستقل ماہوار چندہ کی ضرورت ہے - اور احباب کی توجہ درکار ہے - اسکے جواب میں جو اخلاص اور جوش سے بھری ہوئی چٹھی مکرم میر حامد شاہ صاحب کیطرف سے آئی ہے وہ آپ کی خدمت میں بغرض اشاعت ارسال ہے - تا کہ ایک اخلاص بھرے دل سے نکلے ہوئے کلمات دلوں تک پہنچیں - اور جماعت کے تمام افراد ترقی اسلام کی مدد کے لئے کمربستہ ہو جائیں ۔

خاکسار فتح محمد سیال

معظم مکرم جناب حضرت سیال - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تین دن سے جناب کا ارشاد میرے زیر نظر ہے اور اس کا مضمون دل میں موجزن ہے یکے بعد دیگرے خیالات کی لہریں اسکی تعمیل میں اٹھتی ہیں اور رہ جاتی ہیں - حضرۃ خلیفہ ثانی کا جدید خطبہ جمعہ غزوہ احزاب کے واقعات سے بطور سبق سامنے ہے - وہ رنگ جو قوم پر یہ خدا کا عاشق ہمارا محبوب خلیفہ ثانی ڈالنا چاہتا ہے اگر سلسلہ کے افراد اسے تعلق خاطر سے اس کو دل میں جگہ دیں جس تعلق خاطر سے اس پُرسوز دل نے پیش کیا ہے تو پھر وہ دقتیں جو آپ نے اسی ارشاد میں ظاہر فرمائی ہیں ان کا نام و نشان نہ رہے - میرا بھی بجائے خود ہر وقت یہی حال ہے کہ کوئی ایسی ترکیب ہو جو قوم کے آگے پیش کیجائے کہ جس سے وہ خدمت سلسلہ میں از خود رفتہ ہو جائے - اور اس مقام پر اس کا قدم جا پڑے جس مقام پر خدمت اسلام میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قدم جا پڑا تھا - قوم اور سلسلہ کے معزز احباب ماشاء اللہ چشم بد دور ذی فہم جزرس ہیں اور اسباب تنزل سے ناواقف نہیں اور وہ علاج جو اس آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وجود میں ظاہر کیا گیا ہے اور جسکے واقعی مفید اور بااثر ہونے میں کوئی شک نہیں اس کے مؤثر ہونیکے قائل ہیں - اور ہر وقت کی تبدیلیاں جو یکے بعد دیگرے اندرونی اور بیرونی طور پر رونما ہو رہی ہیں ان کی نگاہوں سے دور نہیں اور کثیر افراد معزز احباب سلسلہ کے بھی ضرورتوں کے پورے عالم ہیں اور ادھر حضرت خلیفہ عہد ثانی کی تقریرات اور تحریرات ان ضروریات کے سرانجام کی تدابیر ظاہر فرمانے میں کم نہیں - مگر میں حیران ہوں - کہ کیوں سلسلہ احمدیہ میں یکدفعہ جوش پیدا نہیں ہوتا - کہ خصوصیت سے ضروریات پیش آمدہ کے لئے اپنی آمدنیوں کا معقول حصہ وقف کریں - میں دیکھتا ہوں اور میں سچ کہتا ہوں کہ احباب سلسلہ سے کم ایسے ہیں جو ضروریات سلسلہ کی امداد میں کافی حصہ لیتے ہیں - بعض تو بالکل صفر کی مد میں داخل ہیں - اتنی بڑی قوم - جو اب بھی خدا کے فضل سے شماری طور پر بڑھ رہی ہے - اگر نہایت قلیل رقم کی ادایگی کی ذمہ واری بھی ہر ایک فرد لازمی طور پر اپنے ذمہ لے اور ماہوار ادایگی پر اس رقم کے ادا کرنے میں ذرا بھی کوتاہی - غفلت - سستی - وزنگ کو درمیان میں نہ لائے تو خدا کے فضل سے اس سلسلہ کی کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورت بھی ایسی نہیں رہتی جو پوری نہ ہو - میں تو اپنے گرد و پیش کے ہم نشینوں کو یہ سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا - مگر ان میں سے اکثر افراد کی عادت ادایگی رقم چندہ کی لاپرواہی کی ہے خواہ انکی رقم کیسی ہی قلیل ہو نہیں بدلتی - پس میری سمجھ میں ضروریات سلسلہ کے متعلق آئے دن شکایات پیدا ہونے کی اگر خاص وجہ ہے تو یہی ہے کہ اول تو کل افراد سلسلہ جملۃً واحدہ رقم چندہ کی ادایگی اپنے ذمہ فرض لازمی نہیں سمجھتے اور اپنے اخراجات کی مد میں اس کو مقدم نہیں کرتے - بلکہ ہر ماہ خواہ کتنی ہی قلیل رقم ہو اس کو پس انداز کرتے جاتے ہیں - اور اس طرح بقایا بڑھتے بڑھتے زیادہ ہوتی جاتی ہے - اگرچہ مطالبہ بھی برابر سلسلہ وار جاری رہتا ہے اور ہر ایک تدبیر بسہولت وصول کرنے کی بھی اٹھا نہیں رکھی جاتی مگر سالہا سال تک انکی طرف سے ادایگی میں صفر ہی ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ انکی قوت ہی امداد سلسلہ کی ماری جاتی ہے اور احمدیت کا اقرار کرتے ہوئے کھسیانے سے ہو جاتے ہیں اور بعض تو تقاضا پر اپنی معذوری کو بدلائل معرض بحث میں لے آتے ہیں اور آخر کار تقاضا کرنیوالوں کو حیا دامن گیر ہو کر خاموش کرا دیتی ہے - اور نہ دینے والے احباب فہرست احمدیت میں تو داخل ہی رہتے ہیں - اور باہم ملتے جلتے بھی ہیں - مگر امداد کیطرف سے ان کا خانہ رجسٹر میں خالی ہی چلا جاتا ہے - ہمارے پاس بوجہ اس کے کہ ایسے سلسلے جبری اور قہری قانونی پابندیوں کے نیچے نہیں ہوتے - ایسا کوئی ذریعہ نہیں ہوتا کہ ہم ان سے بقایا جات وصول کر لیں یا وصولی کے لئے کوئی دباؤ ڈالیں - البتہ یہ مرکز سلسلہ کی خاص حرکت کے ماتحت ہے کہ ان پر کوئی خاص دباؤ ڈالے ۔

میرے جوش دلانیوالے پیارے سیال - میرا دل اس دکھ کو بجائے خود اچھی طرح محسوس کر چکا ہے - مگر اب تک میری سمجھ میں یا تو کوئی علاج اس کا نہیں آیا یا آیا تو کارگر نہیں ہوا بہرحال اسی غفلت کا یہ نتیجہ ہو گیا ہے کہ آجکل سلسلہ احمدیہ کے چند افراد ایسے منتخب ہو گئے ہیں کہ بار بار کے تقاضاؤں پر ان کو اپنی جیبوں میں ہاتھ ڈالنا پڑتا ہے - اور بزرگان سلسلہ کی نداؤں پر ان کو کان کھولنے پڑتے ہیں - یہ نہیں کہ انکے کان پہلے بند ہیں - مگر ہر مطالبہ کی تاکید پر انکے کان کھڑے ہو جاتے ہیں - اور باقیوں کے کانوں پر جو پرانے باقیدار چلے آتے ہیں جوں بھی نہیں رینگتی - اور جدید مطالبوں کا ان سے سوال کرتے ہوئے انکی پرانی مدلل معذوری سامنے آ جاتی ہے اور خاموشی اختیار کی جاتی ہے - ہوتے ہوتے سلسلہ کی امداد کا سوال بہت تنگ دائرہ میں چکر لگا کر جو کچھ قدرے قلیل رقم پیدا کرتا ہے اس کی بابت آئے دن مرکز سے ہدایات شکایت آمیز جاری ہوتی ہیں - اور کارکن احباب بے بس ہو کر خون جگر کھاتے اور رہ جاتے ہیں - وہ جبر اور قہر جو نادہندوں پر ہونا چاہیئے انکی اپنی جان پر ہوتا ہے اور قہر درویش برجان درویش مثال صادق آتی ہے - میں چاہتا ہوں کہ پیارے سیال کا لفظ لفظ پورا ہو - اور کاش قوم انکی پوری شنوا ہو مگر جب یہ آرزو صرف آرزو ہی ہو تو کیونکر نتیجہ خیز ہو ۔

اے احمدی سلسلہ میں داخل ہونے پر فخر کرنیوالی قوم کاش تیرا دل جو ضروریات سلسلہ کو محض اسلامی اعانت اور ترقی کے رنگ میں پورا ہونے کے لئے کافی سے بڑھ کر تسلیم کر چکا ہے کسی درجہ کا عملی رنگ بھی اختیار کرلے تو آئے دن کی شکایات کا دفتر لپیٹ دیا جائے۔ اے قوم تیرے قوی کو سلسلہ کی امداد میں مصروف کرنے کے لئے کونسی تدبیر باقی رہ گئی ہے کہ جسکے پیش کرنے پر تو سوال امداد سلسلہ کو اپنی زندگی کے ضروریات پر مقدم کرے۔ حضرت مسیح موعود کے آغاز سلسلہ سے لے کر اخیر خلیفۃ المسیح ثانی کے دور میں تو آگئی ہے۔ اور ابھی تک باوجودیکہ اسلام کی اور مسیح موعود کے ذریعہ سے اسکی ترقی کی آخری شان ظاہر ہونے کا وقت قریب آگیا ہے اگر تو واقعی سمجھ چکی ہے کہ جب حسب بشارات آسمانی یہ مقدر ہو چکا ہے تو پھر تو اپنی ہمت کو جو کسی رنگ میں ہو کیوں دریغ کر رہی ہے اور اپنے مال و جان سے کیوں غافل ہے۔ کیا تجھ کو مسیح موعود کے وعدوں پر ایمان نہیں رہا۔ اور تو نے اپنے عہد کو بھلا دیا اور کیا تو اب وفا کے جامہ کو اپنی زینت کا موجب نہیں سمجھتی کیا تو سنت اللہ سے جو قدیم سے انبیاء کے ذریعہ قوموں کی ترقی کی نسبت چلی آتی ہے۔ باوجود اظہر من الشمس ہونے کے جان بوجھ کر دامن تاریکی کے نیچے چھپا کر محروم ہونا چاہتی ہے تیری طاقت اور ہمت کیوں گری جاتی ہے۔ اور تجھے اپنے امام کی ہدایات کا علم پاکر بے خبر رہنے کا کس نے مشورہ دیا ہے۔ تو کیوں مقامی انجمنوں کے قیام کے بعد اغراض سلسلہ کی تکمیل میں از خود رفتہ نہیں ہو جاتی ہے۔ تجھے کیوں اپنی نفسانی ضروریات کی گردش چکرا رہی ہے اور تو کیوں اس چکر سے باہر نکل کر سلامتی اور دائمی سلامتی کے مرکز کیطرف رجوع نہیں لاتی۔ اے سلسلہ احمدیہ کے ہر ایک فرد تو کیوں اپنی وسعت کے اندر سوال امداد سلسلہ کو داخل نہیں کرتا اور کیوں تجھے ایسی غفلت میں اپنے پر صبر آگیا ہے تیری خانگی ضروریات کا دور بہت ہی محدود ہے۔ اور تیرا مسیح تجھے ایسے مکان میں لے جانے پر آمادہ ہے کہ جسکی وسعت لامحدود عطا غیر مجذوذ ہے۔ تو چند روزہ اور ناپائیدار سرور میں کیوں مست بیٹھا۔ آ۔ اس فانی سرور کو توڑ اور اس قائم نہ رہنے والی مستی سے منہ موڑ لے تو جو مسیح موعود کے آخری جام کا دلدادہ اپنے آپ کو مشہور کرتا ہے اُس کے جام کی دائمی مستی سے مدہوش ہو جا۔ اور خلائق عالم پر ظاہر کردے کہ تو کس مجلس کا مے نوش ہے۔ وہ آسمانی دور آخری کا مالک جو اپنے مے نوشوں کو سرور بخشنے پر اتر آیا ہے۔ اور جس نے مسیح موعود جیسا ساقی بھیجا ہے اور جسکے جام لبریز ہو رہے ہیں۔ آ۔ تو ان جاموں کو نوش کر اور ان کے نوش کرنے سے نہ تھک۔ جب تک تو سرور دائمی میں سرشار نہ ہو جائے۔ تاکہ وہ وقت جو مقدر ہو چکا ہے اور جسکی مجلس اور محفل قائم ہونے کو ہے اور جس کے اہل مشرق و مغرب طلب ہونے والے ہیں اور وہ آخری راستبازوں کی جماعت ہے تو ان میں شامل ہونے کی کوشش کر۔ اور اس آخری نعمت سے محرومی کا داغ اپنی پیشانی پر لے کر نہ اُٹھ۔ تو اپنے مالک کے حضور ضرور۔ حاضر ہو۔ اور سارے پُرانے اور قدیمی وعدوں کو یاد کر کے خدا کی آسمانی بادشاہت میں داخل ہو جا +

ایاز قدر خود بشناس

۷ ستمبر ۱۶ء کے الفضل میں ہم نے ایک غیر احمدی کے ان اعتراضات کا جواب لکھتے ہوئے جو اس نے سالانہ جلسہ ۱۵ء میں کئے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل کلمات شائع کئے تھے۔ کہ:-

احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ہی ہے۔

میں اسبات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں۔ اور تمام دُنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ حتیٰ کہ جس انعام رکھنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ اور اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کرے۔ اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت کردے۔ کہ احمد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام تھا۔ نہ کہ صفت۔ اور یہ کہ جو نشانات احمد کے قرآن کریم میں آتے ہیں وہ آنحضرت صلعم پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقررہ تاوان جو فریقین کو منظور ہو دینے کے لئے تیار ہوں" +

ان الفاظ کے متعلق یکم اکتوبر کے پیغام میں شائع ہوا ہے۔ کہ:-

"ہم میاں صاحب کے اس چیلنج کے جواب میں بڑی خوشی کے ساتھ اسکی منظوری کا اعلان کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ انعام مقرر کریں۔ اور اگر ہمت ہے۔ تو میدان مناظرہ میں نکل کر پبلک کے سامنے اس باطل کا ثبوت دیں۔ کہ احمد کا لفظ جو قرآن کریم میں آیا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ہی ہے۔ اور آنحضرت صلعم کے متعلق نہیں"

پیغام کی وارفتگی تو اسی سے ظاہر ہے کہ چیلنج کی منظوری کا اعلان کرتے ہوئے اصل بحث کو چھوڑ گیا ہے۔ جو کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مندرجہ بالا الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم۔ ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ چیلنج کو منظور کرنے والا ہے کون۔ ہم نے اپنے امام اور مطاع حضرت خلیفۃ المسیح کے اپنے فرمودہ الفاظ شائع کئے ہیں۔ اب اگر کسی میں مرد میدان بننے کی جرأت ہے تو وہ اول تو اپنے آپ کو کسی جماعت کا قائم مقام ثابت کرے۔ اور پھر اپنی قلم سے اور اپنے نام کے ساتھ اصل بحث کو پیش کر کے چیلنج کے منظور کرنے کا اعلان کرے جب کوئی ایسا کرے گا۔ تو انعام بھی مقرر ہو جائے گا اور جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ بھی دکھایا جائے گا۔ ورنہ یوں پیغام میں کسی بے نام ونشان کا چیلنج منظور کرنا کسی عقلمند کے نزدیک کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ اگر ایڈیٹر پیغام نے اپنی طرف سے اسکو شائع کیا ہے۔ تو اسے چاہیئے کہ ایاز قدر خود بشناس پر غور کرے۔ اور اس طرح اپنے امیر کو اپنے پیروں کے نیچے چھپانے کی بجائے میدان میں نکلنے دے +

اخبار پیغام کے الزامات کی تردید

از ڈاکٹر جناب خلیفہ رشید الدین صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ

اخبار پیغام مورخہ ۲ ستمبر میں چند ایک اعتراضات شائع ہوئے تھے۔ جن کے جواب ۱۶ ستمبر کے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے شائع ہو چکے ہیں۔ لیکن ان اعتراضات میں سے ایک اعتراض جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ کی ذات خاص سے متعلق تھا۔ اور آپ ان دنوں یہاں موجود نہ تھے اس لئے اسوقت آپ اسکی تردید نہ فرما سکے۔ اب جبکہ آپ قادیان تشریف لے آئے ہیں۔ اور اس کے متعلق مندرجہ ذیل مراسلت روانہ فرمائی ہے پیام کے اس دروغ کو بھی آپنے بہت عمدگی سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ اس وقت تک انجمن کے ملازمین کو چار پانچ ماہ کی تنخواہیں نہیں دی گئیں

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت مکرم معظم جناب ایڈیٹر صاحب اخبار الفضل

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مندرجہ ذیل سطور کو براہ کرم اپنے اخبار گوہربار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر مشکور فرماویں:۔

یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکی ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح جو احمدیہ بلڈنگز لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ اس میں ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی فضل عمر اور صدر انجمن احمدیہ کی نسبت طرح طرح کے محض بے بنیاد الزام لگائے جاتے ہیں۔ جن سے یہ غرض معلوم ہوتی ہے۔ کہ مخلوق خدا کو دھوکا دیکر اپنے جال میں پھنسائیں اس اپنی عادت کے موافق اخبار پیغام نے حال ہی میں دو ایسی باتوں کو جو محض جھوٹ تھیں۔ شائع کیا ہے۔ جن کی نسبت میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ضرورت نہ تھی کہ اسکی تردید کیجاتی۔ لیکن محض اس خیال سے کہ قادیان سے باہر رہنے والے احباب کو دھوکہ ہو سکتا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ اصل بات ظاہر کیجاوے:۔

خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اور وہی سب سے بہتر جاننے والا ہے کہ میرے دل پر پیغام پارٹی کے غلط الزامات کچھ بھی اثر نہیں کرتے۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ "آں را کہ حساب پاک است از محاسبہ چہ باک" پیام نے دو باتیں اپنی ۲ ستمبر کی اشاعت میں لکھی ہیں۔ ایک تو یہ کہ کیا عملہ صدر انجمن احمدیہ کو گذشتہ چار پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں ملیں۔ دوسری یہ کہ میں نے امرتسر اور اجنالہ کے درمیان کوئی موٹر ایجنسی قائم کی ہے٭

اس کے جواب میں واضح ہو کہ امر اول تو متعلق تنخواہ ملازمین صدر انجمن احمدیہ محض غلط اور جھوٹ ہے۔ گو یہ صحیح ہے کہ صدر انجمن احمدیہ کی مالی حالت بمقابلہ زیادتی اخراجات کے ایک عرصہ سے کمزور چلی آتی ہے۔ بلکہ اس وقت سے جبکہ احمدیہ بلڈنگس کے رہنے والوں کے ہاتھ میں اس کا انتظام تھا حضرت خلیفۃ المسیح خلیفہ اول کی جس دن وفات ہوئی ہے۔ اس دن شام کے وقت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں ۱۷ صہ بقایا تھا۔ اور عملہ ملازمین و کی تنخواہوں کا اکثر حصہ قابل ادا۔ اسبات کی شہادت تو آپ کے برائے نام امیر بھی دینگے٭

لیکن یہ جھوٹ اور محض جھوٹ ہے۔ کہ گذشتہ چار پانچ ماہ سے ملازمین کو تنخواہیں نہیں ملیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اسوقت کچھ حصہ جولائی کی تنخواہ کا قابل ادا ہے۔ جو ادا کیا جا رہا ہے۔ اس ستمبر کے اخیر تک انشاء اللہ تعالیٰ جولائی کی تنخواہیں ادا ہو جائینگی٭ گویا یکم اکتوبر کو اگست و ستمبر کی تنخواہیں قابل ادا ہونگی۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ستمبر کی تنخواہ اکتوبر میں ہی ملنی چاہیئے۔ جیسا کہ قواعد صدر انجمن میں ہے۔ اور عام دستور بھی یہی ہے۔ اور احمدیہ بلڈنگس میں بھی یہی قاعدہ غالباً ہوگا۔ جب ستمبر کی تنخواہ اکتوبر میں ملنی چاہیئے۔ تو اس حساب سے صرف ایک مہینہ اگست کا رہ جاتا ہے۔ گویا کہ ایک ماہ کی تنخواہ ملازمین کی قابل ادائگی انجمن کے ذمہ رہ جاتی ہے۔ یہ تو ہے اصل حقیقت۔ اگر پیغام صلح کے ایڈیٹر کو اس کا یقین نہ آوے۔ اور اپنے پر قیاس کرتا ہوا یہی خیال کرے کہ یہ جو کچھ میں نے لکھا ہے۔ غلط ہے اور راستی سے دور۔ تو میں اسے چیلنج دیتا ہوں کہ وہ اسے ثابت کرے کہ واقعی چار یا پانچ ماہ سے تنخواہیں نہیں ملیں۔ اگر ثابت نہ کر سکے اور انشاء اللہ تم ہرگز نہ ثابت کر سکیگا۔ کیونکہ امر واقعہ وہی ہے جو میں نے اوپر لکھ دیا ہے تو اسے چاہیئے کہ جھوٹ جیسی گندی نجاست کو اپنا دوست نہ بناوے اللہ تعالیٰ اُسے اسبات کی توفیق عطا فرماوے۔ وہ دوسری بات میری اپنی ذات کے متعلق یہ کہی جاتی ہے کہ میں نے امرتسر اور اجنالہ کے درمیان موٹر ایجنسی قائم کی ہے؟

اسکے جواب میں کیا لکھوں۔ افسوس صد ہزار افسوس۔ یونہی بدنام کرنے کا بیڑا پیغام نے اُٹھا لیا ہے۔

اے مجھ پر جھوٹی تہمت لگانے والو! اور اے مجھ پر محض افترا باندھنے والو!! سنو اور اپنے کانوں کے پردے کھولکر سُنو۔ کہ میں نے کوئی ایجنسی موٹر کی تو ایک طرف رہی کیہ بھی کی بھی نہیں کھولی۔ بلکہ امرتسر اور اجنالہ کے درمیان تو در کنار رہی۔ دُنیا کے کسی پردے پر بھی میں نے ایسا کارخانہ نہیں کھولا۔ میرے تو یہ وہم و گمان میں بھی نہیں۔ میں تو ایک فقیر دوست آدمی ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ میں اس سے اپنا گذارہ کرتا ہوں۔ میں اخبار پیغام کے ایڈیٹر کو ایک اور طرح سے بھی ثبوت دیتا ہوں کہ اگر پیغام میرا ایسا کارخانہ امرتسر اور اجنالہ کے درمیان نہیں بلکہ دُنیا کے کسی پردے پر بھی ثابت کر دے تو میں اسے انعام میں وہ کارخانہ ہی دے دونگا۔ انشاء اللہ٭

کیا پیغام صلح کا ایڈیٹر اس انعام کے حاصل کرنے کے واسطے اپنے مخبر کو ثبوت کے واسطے میدان میں لاویگا۔ کیا وہ اتنی جرأت کریگا۔ کہ اس کا ثبوت پیش کرے۔ نہیں ہرگز نہیں سنو! کسی کو بدنام کرنا اور اخبار میں جھوٹے الزام لگانا شریفوں کا کام نہیں ہے۔ قابل اعتبار وہ انسان ہوتا ہے۔ جو پختہ بات کرے۔ خواب غفلت میں پڑے پڑے باتیں بنانا مومن کا کام نہیں ہے٭

میں ایک اور نصیحت بھی کرتا ہوں۔ اُنکو جو خبریں اس قسم کی دیتا ہے وہ دراصل اندر سے آپکا دشمن ہے۔ کیونکہ وہ جھوٹی خبریں دیکر آپکے اخبار کی وقعت کو کم کرتا ہے۔ بچوں کی طرح ایک بات سنکر فوراً کود پڑنا عقلمند انسان کا کام نہیں

چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی۔

میں ڈلہوزی ایک کام کے واسطے گیا ہوا تھا واپس چلا آیا ہوں [illegible] جس میں مجھ پر افترا کیا ہے اسواسطے میں جواب دیتا ہوں۔ والسلام [illegible] المسیح المہدی٭

٭ نوٹ۔ ۳۰ ستمبر کو جولائی کی سب تنخواہیں ادا ہو چکی ہیں۔ خاکسار خلیفہ رشید الدین

انجمن ترقی اسلام کی تبلیغی کوششیں

سرحد میں تبلیغ

مفتی محمد صادق صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ برادر عبدالرحیم خان صاحب احمدی رئیس حصاری کی درخواست پر حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے نے عاجز راقم کو ہمراہی مولانا سید سرور شاہ صاحب ومیاں محمد سعید سعدی صاحب اسطرف وعظ کے واسطے بھیجا ہے۔ خان صاحب بفضلہ تعالے ایک پُرجوش احمدی ہیں۔ اپنے علاقے میں خوب تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور اب انہوں نے ہمارے ساتھ گرد ونواح میں ایک دورہ کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ جو انشاء اللہ تعالے بہت مفید ہوگا۔ وما توفیقنا الا باللہ العلی العظیم ٭

اس علاقہ میں منکران خلافت کا ایک واعظ بھی پھرتا ہے۔ جسکی دروغ گوئیوں اور فریب بازیوں کے حالات سُنکر تعجب آتا ہے۔ کہ ان لوگوں کے تقوے کہاں چلے گئے۔ حضرت مسیح موعود کی صرف پرانی تحریریں لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ جنکے متعلق حضرت خود لکھ چکے ہیں کہ اللہ تعالے نے مجھے اس خیال پر قائم نہ رہنے دیا۔ حقیقۃ الوحی کو کبھی اپنے پاس نہیں رکھتے۔ تاکہ کسی پر حق نہ کھلجائے۔ ان لوگوں کے ایمانی جوش اور اسلامی محبت کا یہ حال ہے کہ اخبار صادق کا ایک پرچہ میر مدثر شاہ صاحب پیغامی واعظ نے دیکھا ہے۔ تو کہا عیسائیوں پر جو سوالات ہیں۔ انکے جواب میں لکھوں گا۔ اور عیسائیوں کے اخبار نور افشاں میں بھیجوں گا۔ اور لکھا بھی۔ مگر خان صاحب عبدالرحمن خان نے روکا۔ کہ آپ عیسائیوں کی مدد کرتے ہیں۔ اور صادق کی مخالفت تو کاذب کا کام ہے۔ تب رکے۔ پیغامی واعظوں کو اسبات سے چنداں غرض نہیں کہ لوگوں کو احمدی بنائیں بڑا جوش یہی ہے کہ مبائعین خلافت کو بیعت سے برگشتہ کریں۔ خواہ وہ احمدیت کو ہی جواب دے دیں۔ مگر کسی طرح ان کا قادیان سے تعلق ٹوٹے۔ طرح طرح کے جھوٹے الزام مہاجرین پر لگاتے ہیں۔ اور لوگوں کو قادیان جانے سے اسطرح روکتے ہیں۔ جسطرح کبھی مولوی محمد حسین صاحب اور دیگر مخالفین روکتے تھے۔ وہ تو کچھ بوڑھے ہو گئے اور کچھ تھک گئے۔ اب یا انکے نئے جانشین پیدا ہوئے ہیں سو یہ بھی اپنا زور لگالیں۔ جیسے وہ ناکام ہوئے۔ ان سے بڑھ کر یہ ناکام ہونگے۔ اور الٰہی منشاء پورا ہو کر رہیگا۔ انشاء اللہ تعالے۔ برادر عبدالرحیم خان صاحب فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میر مدثر شاہ صاحب کے ساتھ مسئلہ نبوت مسیح موعود پر بہت بحث ہوئی۔ آخر ہم نے کہا۔ بحث سے فیصلہ نہیں ہوتا۔ آؤ دعا کریں۔ رات ہم دونوں نے دعا کی۔ میر صاحب نے تو صبح کچھ نہ بتایا۔ مگر مجھے خواب میں ایک کتاب دکھلائی گئی۔ جسکے متعلق کہا گیا کہ یہ یورپ امریکہ میں بہت مقبول ہوئی ہے۔ یہ ضخیم کتاب ہے۔ اور اُسکے اندر لکھا ہُوا میں نے پڑھا۔ **مرزا غلام احمد نبی اللہ**۔ میر صاحب کو خواب سُنایا گیا۔ مگر افسوس ہے کہ انہوں نے فائدہ نہ اُٹھایا ٭

اس سفر میں حصاری کو آتے ہوئے جب ہم ایبٹ آباد پہونچے۔ تو عزیز ذوالفقار (پسر بابو اعجاز حسین صاحب) نے سُنایا۔ کہ یہاں بازار میں ایک دیسی عیسائی واعظ ہے مجھے ابھی ملا تھا۔ اُس نے پوچھا کہ آپکے ہاں کوئی واعظ صادق نام آنیوالے ہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں آنیوالے ہیں۔ تم کو کیسے معلوم ہُوا۔ اُس نے کہا کہ یہاں پادری صاحب نے ہمیں فرمایا ہے کہ دیکھو ہمارے پاس رپورٹ آئی ہے ایک شخص صادق نام یہاں آنیوالا ہے۔ جو چشمہ لگاتا ہے گورا رنگ ہے۔ اور اسکی داڑھی شکل حرف V ہے اُس سے بچکر رہیں۔ پادری صاحب یہ حکم دیکر خود دورے پر چلے گئے ہیں۔ اور ہمیں تاکید کر گئے ہیں کہ صادق سے نہ ملیں اور نہ اسکی بات سُنیں ٭

نوشہرہ سے جناب مفتی محمد صادق صاحب اطلاع دیتے ہیں اس طرف مردان۔ نوشہرہ۔ درگئی۔ مالاکنڈ وغیرہ علاقوں میں پیغامیوں کا کوئی اثر نہیں۔ نوشہرہ میں ڈاکٹر غلام محمد ہے۔ اس نے بہت کچھ لوگوں کو بہکانا چاہا۔ مگر خدا کے فضل سے یہاں کے احمدی اُس پر غالب رہے۔ اور اب اُس نے احمدیوں سے ملنا بھی چھوڑ دیا ہے ٭

مردان میں کل شام وعظ کہا۔ احباب کو چندوں کی باقاعدگی کی طرف توجہ دلائی۔ اور آج صبح مولانا سید سرور شاہ صاحب نے درس قرآن شریف دیا۔ احمدیوں کی مسجد الگ ہے۔ جو اچھی وسیع جگہ ہے اسکے اندر کنواں ہے حجرے ہیں۔ مہمانخانہ احمدیہ ہے۔ نماز جماعت اچھی ہو جاتی ہے۔

علاقہ مردان میں کوئی حاجی ملاں گذرے ہیں۔ انکے سب مُرید آج نظر بند کئے گئے ہیں۔ انکی تعداد سو سے زیادہ بتلائی جاتی ہے۔ غالباً احتیاطاً ایسا کیا گیا ہے ٭

عام طور پر اس علاقہ میں احمدیت کی تبلیغ بہت کم کی گئی معلوم ہوتی ہے ٭

اس علاقہ میں تبلیغ پرائیویٹ ملاقات اور گفتگو کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جلسوں کے شور و شر کو گورنمنٹ فوراً روک دیتی ہے۔ اور اصل کام بھی رہجاتا ہے۔ یہاں ضرورت ہے۔ ایک متحمل مزاج۔ تنہا آدمی کی جو خاموشی کے ساتھ پھرتا ہُوا تبلیغ کرتا رہے۔ اور پھر انکی حفاظت اور پرورش کرتا رہے۔ آدمی پشتو دان ہو تو زیادہ مفید ہو سکیگا ٭

مفتی صاحب کا دوسرا خط

کل صبح ایبٹ آباد سے چلکر ۲۵ میل کا سفر کر کے عشاء کے قریب گڑھی حبیب اللہ پہونچے۔ اور آج صبح حصاری پہونچے۔ عبدالرحیم خان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ ان سے معلوم ہوا۔ پیغامیوں کا واعظ مدثر شاہ اسطرف پھر رہا ہے، تلاش کر کر کے جس گاؤں میں کوئی احمدی ہوتا ہے وہیں جاتا ہے۔ اسکے سوا اور کوئی تبلیغی کام نہیں کرتا۔ ایسے احمدیوں کو جو اکیلے دکیلے پہاڑوں میں رہتے ہیں۔ اور انہوں نے سلسلہ کی کتابوں کا مطالعہ نہیں کیا۔ انکو حضرت مسیح موعود کی پرانی تحریریں دکھا کر گمراہ کرتا ہے۔ اور کوشش کرتا رہتا ہے کہ لوگوں سے تحریریں لے ٭

ایک غیر مبائع کی دو تحریریں

لائل پور سے مولوی نظام الدین صاحب مبلغ اطلاع دیتے ہیں کہ ٭

پچھلے دنوں میں میرے پاس جناب حکیم صاحب مرزا عبدالحمید احمدی لاہوری جو اپنے آپکو خواجہ صاحب کے رشتہ داروں سے ظاہر کرتے تھے۔ اور پیغام پارٹی کے ایک ممبر تھے۔ تشریف لائے۔ اُن سے موجودہ اختلاف

متعلق کچھ باتیں ہوتی رہیں۔ اور جب ان کے شکوک رفع ہو گئے تو حسب ذیل تحریریں اپنے ہاتھ سے لکھ کر دیگئیں۔ وھو ہذا

نقل مطابق اصل

"مولوی محمد علی صاحب نے اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام کے صفحہ ۲۱۲ پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آیت قرآنی مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کے مصداق نہیں۔ اور نہ خود حضرت مسیح کا یہ مذہب تھا۔ کہ وہ آیت مذکورہ بالا کو اپنے حق میں خیال کرتے۔ بلکہ وہ اسکو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں بیان فرماتے ہیں سو مولوی محمد علی صاحب کا یہ عقیدہ غلط ہے۔ کیونکہ جناب مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب تحفہ گولڑویہ کے صفحہ ۳۱ پر حسب ذیل تحریر فرمایا ہے۔ "اور جیسا کہ آیت ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آخر زمانہ میں ایک مظہر ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہوگا جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا"

خاکسار مرزا عبد الحمید بقلم خود ۱۷ ۹/۱۶

اور دوسری تحریر یہ ہے :-

"کتاب حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ بجواب سوال ۱ سے صریح طور پر ثابت ہے کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو امتی نبی اور غیر تشریعی نبی تحریر فرمایا ہے۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے جو اپنی کتاب النبوۃ فی الاسلام صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ امتی نبی اور غیر تشریعی نبی کا دعوےٰ کرنیوالا کذاب ہے۔ سراسر عقیدہ حضرت مسیح موعود کے خلاف ہے۔ اور کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۳ بجواب سوال ۲ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صاف اور صریح طور پر تحریر کر دیا ہے۔ کہ جو لوگ میرے منکر ہیں۔ وہ کافر ہیں"

عمدۃ الاطباء حکیم حاذق مرزا عبد الحمید بقلم خود ۱۹ ۹/۱۶

فہرست نومبائعین

محمد صدیق صاحب۔ سندھ	مولا بخش صاحب۔ گورداسپور
نیاز علی صاحب۔ گوجرانوالہ	میاں اسمٰعیل صاحب۔ "
الٰہی بخش صاحب۔ "	اہلیہ " "
اہلیہ " "	فضل الدین صاحب۔ "
محمد برکت اللہ صاحب۔ رانی کھیت	نور الدین صاحب۔ "
میاں بوٹا صاحب۔ گجرات	عبد العزیز صاحب۔ "
خواص خانصاحب۔ پشاور	اہلیہ " "
میاں موسیٰ صاحب۔ گوجرانوالہ	فضل الدین صاحب۔ "
میاں عیسیٰ صاحب۔ "	علی محمد صاحب۔ "
اہلیہ سعادت خان صاحب۔ گورداسپور	مراد علی صاحب۔ "
اہلیہ منشی عبد الغنی صاحب۔ "	عمر الدین صاحب "
محمد نواز خان صاحب۔ کلکتہ	اہلیہ " "
رسالدار خانصاحب حیات خان۔ اٹک	اہلیہ عبد الغفور صاحب۔ "
رسول بخش صاحب۔ برار	اہلیہ علی محمد صاحب۔ "
مسماۃ عائشہ بی بی۔ سیالکوٹ	اہلیہ عبد اللہ صاحب۔ "
مسماۃ فضل بی بی۔ گورداسپور	اہلیہ اکبر علی صاحب۔ "

جنگ کی خبریں

رومانیوں نے ڈنیوب کو عبور کر لیا

(لنڈن ۳۔ اکتوبر) بخارسٹ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ جنوبی محاذ پر ہم نے ڈنیوب کو رشچک اور ٹرٹوکائی کے درمیانی مقام سے عبور کر لیا ہے۔ شمالی محاذ پر ہم نے جرجوئیل اور ہرگھٹری پہاڑوں میں ۵۱۱ قیدی گرفتار کئے۔ ہم نے ڈوبروجا میں سارے محاذ پر حملہ کیا۔ اور دشمن کو وسط اور دائیں پہلو پر پسپا کر دیا۔

غیر جانبدار جہازوں کی غرقابی

(لنڈن ۲۔ اکتوبر) دو نارویجین سٹیمر آبدوز کشتیوں نے غرق کر دیئے۔

(لنڈن ۲۔ اکتوبر) نارویجین سٹیمر بلفجارل غرق کیا گیا۔

لنڈن پر ہوائی حملہ

(لنڈن ۲۔ اکتوبر) یکشنبہ کی رات کو جو ہوائی حملہ کیا گیا اسکے متعلق مزید سرکاری بیان مظہر ہے۔ کہ کل رات ۱۰ ہوائی جہازوں نے مشرقی ساحل کو عبور کیا۔ ایک شمالی لنڈن میں پہونچا لیکن توپ کی آتشباری نے اسے پسپا کر دیا۔ اور ہوائی جہازوں نے اس کا تعاقب کیا۔ ایک ہوائی جہاز نے واپس ہونے کی کوشش کی۔ اسپر پھر توپوں اور ہوائی جہازوں نے حملہ کیا اور پوٹرز بار کے نواح میں مشتعل حالت میں گرا دیا گیا۔ اس حملہ میں مال و جان کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ یہ ہوائی جہاز تازہ ترین نمونہ کا تھا۔

بلقان میں جنگ

لنڈن ۲۔ اکتوبر۔ سالونیکا سے آمدہ ایک برٹش پیغام مظہر ہے کہ ہم نے ۳۰۔ ستمبر کو سٹرما پر جو فتوحات حاصل کیں۔ ان میں دو گاؤں کی تسخیر بھی شامل ہے۔ جنکے خلاف پے در پے جوابی حملے رد کئے گئے۔ ہم نے ۲۵۰ قیدی گرفتار کئے۔

بغاوت سماٹرا

۳۔ بریگیڈوں نے سماٹرا میں باغیوں پر حملہ کیا۔ اور انہیں بہت سخت نقصان پہنچایا۔

آسٹریلین معاملات

(لنڈن ۲۔ اکتوبر) میلبورن ماہ ستمبر میں ۸ ہزار والنٹیر بھرتی ہوئے وزیر اعظم مسٹر ہیوز۔ مسٹر ٹیوڈر کے مستعفی ہو جانے کے باعث تجارت اور کسٹمز کے وزیر مقرر ہوئے۔

روسی لڑائیاں

(لنڈن ۲۔ اکتوبر) ایک روسی اعلان مظہر ہے کہ علاقہ نارسز میں اور جنوب کی طرف سخت لڑائی جاری ہے۔ ہم نے ۱۹ سے ۲۸ ستمبر تک جنگی کارپیتھنز میں ۲۶۰۰ قیدی گرفتار کئے۔ اور بہت سا سامان جنگ ہمارے ہاتھ آیا۔

ایبی سینیا میں امن ہے

لنڈن ۲ اکتوبر۔ ریوٹر کو خبر ملی ہے کہ ایبی سینیا سے آمدہ ایک تار خبر سے معلوم ہوا ہے کہ بادشاہ کے معزول کئے جانے پر کوئی بدامنی نہیں ہوئی۔

مہم عراق عرب

۲۷ ستمبر کی شام کو ترکوں نے علاقہ عیسیٰ پر گولہ باری کی۔ انہوں نے ۴۸۰ گولے پھینکے۔ صرف ایک آدمی زخمی ہوا۔